

امامت

<"xml encoding="UTF-8?>



امامت

تحریر: ڈاکٹر سید خلیل طباطبائی (حفظه اللہ) مؤسس امام حسین علیہ السلام فاؤنڈیشن

ترجمہ: یوسف حسین عاقلی پاروی

تصحیح: حجۃ الاسلام غلام قاسم تنسیمی

پیشکش: موسسہ امام حسین علیہ السلام (امام حسین فاؤنڈیشن)

امامت کی تعریف

الف: لغوی تعریف

امامت کی لغوی معنی سے پہلے اس کی اصل کو جانیں گے تو امامت سے ولایت عامہ مراد ہے جس کا مطلب امارت، حکومت، سلطنت اور اقتدار ہے اور لفظ "امام" اسی مطلب ہے اس کا مطلب یہ ہے: کہ جس کی اقتداء اور پیروی کی جائے یا جس کی پیروی اور جس پر عمل کریں جیسا کہ ابن منظور (لغت دان) نے لکھا ہے:

(الإمام كُلُّ مَنْ أَئْتَمْ بَهُ قَوْمًا عَلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ أَوْ كَانُوا ضَالِّينَ۔ قَالَ تَعَالَى: (يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أَنْاسٍ بِإِيمَانِهِمْ) (والجَمْعُ أَئْمَةٌ) امام "وہ ہے کہ قوم اسکی کی پیروی و اقتداء کریں (چاہیے) وہ صراط مستقیم سیدھے راستے (پر گامزن ہو یا ضلالت و گمراہی کا شکار۔

پوردگار عالم کا ارشاد ہے) يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أَنْاسٍ بِإِيمَانِهِمْ (قیامت کے دن ہم ہر انسان کو اسکے امام کے ساتھ محسور کریں گے

دوسری بات لفظ "امام" مفرد ہے جس کا جمع "ائمه" ہے۔

اسی طرح جناب راغب اصفہانی لکھتے ہے: (الإمام هو المؤتم به أنساناً كأن يقتدي بقوله أو فعله) "امام" وہ ہے جس کی کوئی انسان اقتداء و پیروی کرے، پیروی چاہیے اس کے گفتار کی ہو یا کردار کی۔

پس کسی امام کا اذن و اجازت دوسرے پیروی کرنے والے انسانوں کے لئے آئیڈیل و نمونہ ہے اور اگر امام سچا اور حق ہو تو وہ دوسروں کو بھی صراط مستقیم، سیدھے راستے پر گامزن کریں گا اور جنت میں پہنچادیگا لیکن اگر

امام ضلال ہو تو وہ دوسروں کو بھی گمراہی و ظلمت کی طرف دھکیل دیگا اور جہنم کی آگ کا مستحق قرار دے گا

ملاحظہ:

پس اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ "امام" "نبی" اور "رسول" نہیں ہے جیسا کہ اب بیت علیہم السلام کی نورانی روایات سے واضح ہے چونکہ "نبی" وہ ہوتا ہے جس پر (حالت نوم) خواب کی حالت میں وحی الہی نازل ہوتی ہو اور "نبی" لفظ "انبیاء" سے لیا گیا ہے جس کا معنی خبر کے ہے۔ لیکن "رسول" وہ ہوتا ہے جو فرشتے کو مشاہدہ کرنے کے ساتھ گفتگو بھی کرتے اور رسالت آسمانی کے ساتھ رؤے زمین پر کسی قوم کی طرف بھیجا جائے جبکہ "امام" سے مراد وہ ہے جس کی گفتار و کردار کی لوگ پیروی اور اقتداء کریں۔

ب: اصطلاحی تعریف:

لفظ "امامت" کی ایک جامع اور کامل تعریف بیان کرنے میں مسلمانوں کے آپس میں بہت اختلافات ہیں لیکن پھر بھی بعض تعاریف کی اطلاع کے خاطر قارئین کے پیش ہے اور ساتھ ہی امام کے جن صفات کو قرآن نے بیان کیا ہے ان کا ذکر بھی فائدہ سے خالی نہیں رہے گا۔

1-الإمامية رئاسة عامة في أمور الدين والدنيا لشخص من الأشخاص، نيابة عن النبي (صلى الله عليه وآلہ وسلم) (المواقف)

"امامت" یعنی: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت میں کسی شخص کا دوسروں پر دین و دنیا کے امور کی ریاست عامہ اور رسپریستی کرنا ہے۔

2-الإمامية خلافة الرسول في إقامة الدين، بحيث يجب إتباعه على كافة الأمة (المواقف)

"امامت" سے مراد اقامہ دین (دینی امور کے اجراء) میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت ہے اس حیثیت سے کہ جس کی اتباع و پیروی تمام امت پر واجب ہو۔

3- الإمامة نيابة عن صاحب الشريعة في حفظ الدين وسياسة الدنيا. (مقدمة ابن خلدون)

"امامت" کا مطلب دینی سیاست اور دین کی حفاظت میں صاحب شریعت کی نیابت ہے۔

4- الإمامة خلافة عن الرسول في إقامة الدين وحفظ الملة بحيث يجب إتباعه على كافة الأمة (للفضل بن روز بھان)۔

"امامت" سے مراد اقامہ دین (دینی امور کے اجراء) اور ملت اسلامیہ کی حفاظت کرنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ بننا ہے اس حیثیت سے کہ جس کی اتباع و پیروی ساری امت پر واجب ہو۔

ملاحظہ

قارئین کرام!

آپ نے ملاحظہ کیا کہ ان تمام تعاریف میں مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء کا جماعت ہے کہ "امامت" سے مراد فقط سیاسی قیادت نہیں بلکہ اس منصب مقدس "امامت" سے مراد اور اس کی ذمہ داری سیاسی امور سے بڑ کر تمام امور مسلمین ہے اس میں کوئی فرق نہیں کہ مسلمانوں کے امور، دینی ہو یا دینی ہے یا دینی یعنی اسلامی معاشرے کی ریاست اور ولایت مطلقہ کا مالک ہو تو اسے منصب "امامت" ملے گا۔

اور اس منصب مقدس کا تقاضا یہ ہے کہ اس منصب پر فائز ہونے والے شخص یا اشخاص میں یہ صلاحیت و لیاقت ہونی چاہیے کہ وہ اس کا صحیح حق ادا کر سکیں تو لازمی بات ہے کہ اس شخص کو سب سے پہلے تمام دینی اور شریعت کے مسائل سے آگاہی حاصل ہو اور اگر کوئی شرعی مسئلہ پوچھئے تو جواب سے عاجز نہ

ہو اور شریعت کے عین مطابق جواب دے سکتا ہو اور ساتھ ہی اسکا تمام گناہوں سے معصوم ہونا لازم ہے یعنی تمام گناہان کبیرہ و صغیرہ، بری صفات سے پاک، تمام سرو و خطا اور نسیان (بھول چوک) سے مبراء ہو تو امت اسلامیہ پر اس صاحب منصب "امام" کی اتباع و پیروی اور اطاعت واجب ہوگی کیونکہ امام ارادہ پروردگار اور حکم و دستور الہی کا اجراء کرتا ہے۔

حاشیہ

مترجم:

(لیکن اگر اس منصب مقدس پر کوئی ایسا شخص قابض ہو جائے جس میں یہ تمام شرائط موجود نہ ہوں اور اگر ساتھ ہی انسان یہ فیصلہ نہ کرسکیں کہ کونسا انسان معصوم ہے اور کون تمام امور و احکام الہی سے باخبر ہے تو ایسا شخص امت اسلامی کی کیا رینمائی کریگا)۔

اور اگر لوگوں جاہل ہو نکہ کون معصوم ہے اور کون تمام امور اور احکام الہی کا علم رکھتا ہے تو اس وقت لازمی بات ہے کہ اس منصب پر خداوند عالم ہی کسی کو منصوب اور معین فرمائیگا۔ اور ساتھ ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی لازمی ہے کہ وہ اپنے بعد کسی کو اس منصب پر بٹھا کر جائے اور لوگوں کو اعلان کریں اور دستور و حکم الہی کے مطابق عمل کریں تاکہ لوگوں کو معلوم ہو، پہچانے اور اس کی پیروی و اتباع کرسکیں۔

اور یہ بات روز روشن کی مانند واضح ہے اور سب جانتے ہیں کہ ان تمام شرائط کے حامل سوائے امام علی ابن طالب علیہ السلام اور ائمہ معصومین علیہم السلام (یعنی انکے اولاد) کے اور کوئی فرد اس دنیا میں موجود نہ ہے۔

امامت اصل اصول دین

قارئین کرام!

ہمارے عقائد کے مطابق امامت پر اعتقاد اور ایمان رکھنا اصول دین میں چوتھے نمبر ہے جبکہ دیگر مسلمانوں کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہیں کہ امامت اصول دین ہے یا فروع دین میں سے، یعنی "امامت" ایک فقہی مسئلہ ہے کہ جس میں ایک حاکم شرع اور صاحب صفات حاکم کی حیثیت سے اسلامی معاشرے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد استنباط کرتا ہے (یعنی اسلامی معاشرے کے حاکم اپنی اجتہاد کے مطابق نصب کریں)۔!

قرآن مجید کے پیروکار کے لئے قرآن نے کس کی اتباع کا حکم و دستور دیا ہے؟ جو بھی قرآن کی اتباع کرنے والا ہو اس کو معلوم ہوگا کہ دستور و حکم قرآنی یہ ہے کہ "امامت" منصب نبوت و رسالت کا تسلسل ہے تو اس منصب پر فائز ہونے والے امام کو چاہیے کہ وہ علم و تقویٰ اور عصمت کے درجے پر فائز ہو اور منصب امامت کے صحیح مستحق بھی ہو اور تمام بشریت کی رینمائی کرنے کی ذمہ داری اور فریضہ کو کماحکہ پوری مسؤولیت کے ساتھ چلا سکے اور ساتھ ہی انسانوں کے دینی و اخروی مسائل کے بارے میں صحیح ہدایت کرسکے پس ایسے شخص کا مکمل کون و مکان اور حیات دنیاوی و اخروی پر احاطہ ہونا لازمی ہے۔

"امامت" جس طرح اصول دین میں شامل ہے اسی طرح منصب نبوت و رسالت پر فائز شخص ان تمام امور کو

انجام دیتے تھے اصل میں "امامت" تسلسل منصب رسالت و نبوت ہے تو عقل حکم کرتی ہے کہ جس طرح نبوت و رسالت پر ایمان و عقیدہ رکھنا واجب ہے بالکل اسی طرح امامت بھی اصول دین میں سے ہے اور اس پر ایمان و عقیدہ رکھنا بھی واجب ہے کیونکہ "امامت" استمرار و امتداد اور تسلسل منصب نبوت ہے اور امام کو بھی تمام و ظایف و صفات انبیاء کا متحمل ہونا چاہیے سوائے وحی کے۔ کیونکہ وحی صرف انبیاء کے لئے مخصوص ہے جبکہ امام پر وحی نازل نہیں ہوتی البتہ الہام ہوتا ہے۔

امامت کی ضرورت پر عقلی دلیل

1- دلیل لطف:

و خلاصہ هذا الدلیل هو (إن نصب الإمام للناس لطف بالناس، واللطف واجب عليه تعالى، فيجب نصب الإمام عليه تعالى).

اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے: بے شک لوگوں کے لئے امام کا نصب و معین کرنا خود لوگوں کے لئے ایک لطف ہے، اور یہ لطف خداوند عالم کی ذات پر واجب ہے پس خدا کے اوپر امام کا نصب و معین کرنا بھی واجب ہے۔ کیونکہ نبوت و رسالت کا نصب کرنا اور بھیجننا لوگوں کے لئے خدا کے اوپر واجب تھا بالکل اسی طرح لوگوں کے لئے امامت کا نصب کرنا بھی خدا کے اوپر واجب ہے اور جس طرح پروردگار کا لوگوں کی ہدایت کے لئے انبیاء کا بھیجننا بھی خود بندوں پر لطف ہے پس جس ذات پروردگار نے لوگوں کی ہدایت کے انبیاء کو بھیجا ہے تو اس ذات پر اس سلسلہ ہدایت کو تاقیامت جاری و ساری رکھنے کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو خلیفہ معین کرنا بھی ضروری ہے، کیونکہ لوگ بغیر بادی و صحیح رہنما اور ربیر کے ہدایت کی راہ سے بھٹک سکتے ہیں لہذا امامت کا باقی رہنا امت اسلامی کے لئے ضروری ہے کیونکہ یہ نبوت و رسالت کا تسلسل ہے۔ پروردگار کا ارشاد ہے: (اللَّهُ لَطِيفٌ بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ) (1) اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے وہ جس کو بھی چاہتا ہے رزق عطا کرتا ہے اور وہ صاحبِ قوت بھی ہے اور صاحبِ عزت بھی ہے۔ پس قارئین کرام!

اگر نبی اور انبیاء الہی و رسول کا ارسال بشریت کی رببری و ہدایت کے لئے لازمی ہو تو یہ سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات و رحلت یا شہادت کے بعد بھی جاری و مستمر رہنا چاہے۔

کیونکہ لوگوں کو صحیح راہ ہدایت کی بھی ہر وقت ضرورت ہے ورنہ بادی اور صحیح قیادت و ربیر کے بغیر لوگ گمراہی کا شکار اور صحیح راہ سے بھٹک سکتے ہیں اور خداوند عالم کی ذات امت اسلامیہ کو بغیر کسی قیادت و ربیری اور سرپرستی کے کیسے چھوڑ سکتا ہے تو اس قائد و ربیر پر لوگوں کے تمام امور دینی و دنیاوی اور سیاسی کو صحیح راستے کی طرف ہدایت کرنا لازمی ہے اور لوگ بھی ان انتہائی اہمیت کے حامل امور کو بغیر کسی شرائط و صفات کے پوری امت اسلامیہ کے ربیر کیسے منتخب کر سکتے ہیں مثلاً جامعہ اسلامی کی قیادت سنہالے تو ممکن ہے عالم زمان ہو یا جاہل، عادل ہو یا ظالم، فاجر و فاسق ہو، یا نیک پس اس صورت میں معاشرے میں حرج و مرج بربپاؤگا اور ہر قسم کا ظلم و فساد سے معاشرہ میں بڑھ جائیگا۔

کیونکہ لوگ اپنے ناقص عقول اور اپنی خواہشات کے مطابق امام و ربیر کو انتخاب کریں گے جبکہ خود ہدایت کا صحیح عالم و مدبر اور بادی کے محتاج ہیں۔

جبکہ امر و دستور پروردگار کے مطابق اس بات کو تسلیم کرنا بھی ناممکن ہے چونکہ عام انسان خود ہدایت کا محتاج ہو تو وہ کسی دوسرے کو کیسے بادی و ہدایت کرنے والا معین و مشخص کر سکتا ہے۔

اسی لئے ارشاد پروردگار ہے: (أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَبَعَ أَمْنٌ لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ يُهَدَى فَمَا لَكُمْ كَيْفَ

تَحْكُمُونَ) (2) بتائیے کہ اللہ ہی حق کی ہدایت کرتا ہے اور جو حق کی ہدایت کرتا ہے وہ واقعہ قابل اتباع ہے یا جو ہدایت کرنے کے قابل بھی نہیں ہے مگر یہ کہ خود اس کی ہدایت کی جائے تو آخر تمہیں کیا بوجیا ہے اور تم کیسے فیصلے کریے ہو۔

2- دلیل حکمت:

(إِنَّ وُجُودَ الْإِمَامِ الْمَعْصُومِ يَمْثُلُ الْأَصْلَحَ فِي حَرْكَةِ تِكَالِمِ الْإِنْسَانِ، وَهُدَائِيَّتِهِ إِلَى الصَّوَابِ).

روئے زمین پر انسانیت کی اصلاح و ہدایت کے لئے امام معصوم کا بونا حکمت الہی کا تقاضا ہے چونکہ امام معصوم کے بغیر ہدایت بشر اور تکامل انسانی ممکن نہیں چونکہ پروردگار کا اصلی ہدف اپنے بندوں کی تکامل و اصلاح ہے اور یہ ارادہ پروردگار پر موقوف ہے اور معلوم ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اسلامی معاشرے اور مسلم امہ کی اصلاح اور انسان کامل بنانے کے لئے انبیاء و نبوات کا سلسلہ شروع کیا اور نبی کا معصوم عن الخطاء ہونالازمی ہے تو نبوت کے بعد یہ ذمہ داری ان کے خلیفہ بلا فصل کی گردن پر آتی ہے اور یہ بدیہی بات ہے کہ امام کو بھی معصوم ہونا چاہیے چونکہ نبوت کے بعد نظام اجتماعی، نظام سیاسی اور نظام کون و مکان کی اصلاح کی عظیم ذمہ داری بھی ان کے جملہ وظایف میں سے اہم وظیفہ ہوتا ہے۔

اور ان عظیم امور کو سلسلہ نبوت کے بعد بغیر کسی معصوم نائب کے چھوڑنا عقلًا محال ہے پس حکم عقل یہ ہوا کہ نبوت کے بعد حکمت الہی کا تقاضا یہ ہے کہ یہ سلسلہ ہدایت نبوت کے بعد امام کے ذمہ ہونا چاہیے اور امام کا معصوم ہونا بھی لازمی ہے اور ساتھ ہی اگر بغیر خلیفہ برق کے امت اسلامی کو چھوڑتے تو اسلامی معاشرے بغیر معصوم قیادت کے بلاکت و گمراہی کا شکار ہوگا اور ساتھ ہی صراط مستقیم سے بھی بھٹک سکتا ہے جو حکمت الہی اور ارادہ پروردگار کے خلاف ہے چونکہ حکمت و ارادہ الہی ہدایت بشر اور مخلوقات الہی کو کمال تک پہنچانے ہے۔

3- دلیل عصمت:

قارئین کرام! منصب "امامت" کے لئے اہم ترین اہداف اور ادوار مندرجہ ذیل ہیں!

الف- امامت کا ہر دور میں ہونا:

چونکہ امام کائنات کے نظام کی حفاظت اور انسانیت کی قیادت کرنے کا تاکہ انسان کامل، مثل اعلیٰ اور کمال تک پہنچاسکے۔

ب- دور تشریعی تفسیر دین اور احکام اسلامی

"امام" دستور و احکامات الہی کی صحیح تشریح کرنے والا ہو یعنی احکامات الہی و اسلامیہ اور دین مبین اسلام کی عقیدتی فقہی اور اخلاقی وغیرہ کی صحیح و سالم تشریح و تفسیر کرنے والا ہونا چاہیے جس میں کچھ شک و شبہ کی گنجائش تک نہ ہو۔

ج- سیاسی قیادت:

امام کے اہم ترین اہداف میں سے تیسرا ہدف سیاسی قیادت ہے کیونکہ انسانی معاشرہ ہر وقت کمال کا محتاج رہتا ہے اور انسانی فطرت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وہ مدنی الطبع ہے اور یہ پوری زمین پر بغیر عدل و انصاف اور کمال مطلق حاکم شرع کے ممکن نہیں اور جس کی تمام شرایع اور ہر انسان دم برتا ہے اور یہ قیادت سیاسی کسی حقیقی جامع الشرائط امام کے امکان پذیر نہیں ہو سکتا۔

(د) آئیڈیل اور صالح قیادت:

"امام" کی ایک اور اہم ترین صفت یہ ہے کہ وہ جامع الصفات مطلقہ کے حامل ہو اور پوری انسانیت کے لئے

اسوہ حسنہ، نمونہ عمل اور آئیڈیل ہونا چاہیے تاکہ ایک صالح قائد و رینما کی حیثیت سے لوگ اس کی ابتعاد و پیروی کریں اور پوری بشریت اپنی عملی زندگی میں اس کی اقتداء کرسکیں۔

نتیجہ بحث

قارئین محترم!

سابقہ ابحاث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسانی معاشرے کی قیادت اور ان عظیم اہداف کا حاصل ہونا بغیر کسی قیادت الہی کے ممکن نہیں جو تمام گتابوں، خطاؤں اور لغزشوں سے پاک و منزہ اور معصوم عن الخطاء ہونالازمی ہے تاکہ اس کے اقوال و گفتار اور کردار مکمل طور پر قرآن مجید، دستورات الہی اور شریعت اسلامیہ کے عین مطابق قرار پائیں جن کا حکم خداوند عالم نے خاتم الانبیاء و المرسلین حضرت محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر نازل فرمایا تھا اور ہم جانتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعثت کے بعد 23 سالہ زندگی کے دوران پوری توان کے ساتھ تعالیم اسلامیہ کو پہنچایا لیکن پھر بھی اکثر مسلمانوں نے تمام احکامات الہی کو نہیں سیکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد اختلاف کا شکار ہو گئے اور واضح طور پر بہت سارے مسلمان حق اور صحیح راستے سے انحراف کا شکار ہو گئے اور گمراہی کے راستے پہ گامز نہ ہو گئے اور اگر روئے زمین پر اہلیت علیہم السلام کا وجود اقدس نہ ہوتے تو کائنات پر دین مقدس اسلام کا نام و نشان رہتا اور نہ ہی اسم و رواج باقی رہتا۔ (لولا وجود اہلیت علیہم السلام لمابقی من الاسلام اسم ولارسم) پس نتیجہ یہ ہوا کہ کائنات کے اندر نبی کے بعد امام معصوم کا بونا ضروری ہے اور ان بستیوں کے علاوہ کوئی نبی کے بعد نعم البدل نہیں ہو سکتا تاکہ لوگوں کی ہدایت کرسکیں اور اختلافات دور ہوں۔

سوال:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اگر جامعہ اسلامی، قیادت کے لئے تعین شدہ امام معصوم سے ناواقفیت اور جاہل ہو تو عقل حکم لگاتی ہے کہ امام اور قیادت کی تعین اور انتخاب امپرور دگار سے ہونا چاہیے۔ نہ کہ ناقص العقل اور جاہل انسان کسی کو امام اور خلیفہ انتخاب کریں! جیسا کہ حکم الہی ہے: (وَرِبِّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخَيْرَةُ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ) (3) اور آپ کا پروردگار جسے چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے - ان لوگوں کو کسی کا انتخاب کرنے کا کوئی حق نہیں ہے خدا ان کے شرک سے پاک اور بلند و برتر ہے۔ پس ان عقلی لائل کی روشنی میں یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ہم بنی نوع انسان کو امام حق کی حقیقی معرفت حاصل کرنے کے لئے سعی و کوشش کرنی چاہیے اور اس اہم کام کے لئے عقل ہمیں اگساتی کہ اس کے بارے میں بحث و تحقیق اور علم حاصل کرنا بھی ضروری ہے تاکہ امام حق کو پہچان سکیں جسکی اتباع کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح انداز میں روشن طریقے سے بیان فرمایا ہے۔

امام کی صفات قرآن میں

قرآن کریم نے ہمیں بہت ساری آیات میں "امام" کی بہت ساری صفات اور خصوصیات کو بتایا ہے جن سے جو مقام و منزلت الہی ان کو ملی ہے واضح اور آشکار ہوتی ہے ان صفات اور خصوصیات میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

1- امامت کا عہدہ امام معصوم کے لئے:

الله تعالى ان آیات میں اس منصب مقدس کے معیار کو اس طریقے سے بیان فرمایا

:

(وَإِذْ أَبْتَلَ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَاماً قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي
الظَّالِمِينَ) (4) اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے چند کلمات کے ذریعے ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا اور انہوں نے پورا کر دیا تو اس نے کہا کہ ہم تم کو لوگوں کا امام اور قائد بنا ریے ہیں۔ انہوں نے عرض کی کہ میری ذریت؟ ارشاد ہوا: کہ یہ عہدہ امامت ظالمین تک نہیں جائے گا۔

اس آیہ مجیدہ میں پورودگار عالم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امتحان کا ذکر کیا ہے اور اس چیز کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ جس کلمات کے ذریعے اپنے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا گیا اور وہ اس امتحان الہی میں احسن طریقے سے کامیاب قرار پائے کیونکہ اس منصب مقدس امامت کیلئے یہ امتحان ضروری تھا اس منصب کی بزرگی و عظمت کا حضرت ابراہیم کو علم ہوا تو اس منصب مقدس کی اپنی ذریت کے لئے تمنا بھی کی تھی۔ اور پورودگار نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی لیکن واضح کر دیا کہ پر منصب امامت بیت عظیم اور بڑا منصب وہ بھی خدا ہی کی طرف سے ہے اس لئے ممکن نہیں اس پر کسی ظالم کو فائز کیا جائے۔ اگر کسی معمولی ترک اولی اور چھوٹے گناہ کی وجہ سے کسی انسان سے سہوا سرزد ہوئے کو ظلم قرار دے تو اگر کوئی کھل کر گناہ اور معصیت انجام دے چاہے پوری عمر میں ایک بھی مرتبہ کیوں نہ انجام دے یہ اصلاً ممکن نہیں کہ اس منصب پر فائز قرار دے کر "امام" کے اسم اور لقب سے ملقب کریں چہ جائیکہ کوئی عمر کے بڑے حصے کولات و منات، ضم او روشن (بتون) کی پوجا میں گزارا ہو (ایسے شخص سے یہ منصب مقدس کو سون دو رہے)۔

ملاحظہ:

قارئین کرام!

اب ہم اس آیہ مجید کی مختصر تحلیل کرینگے وہ اس طرح:

اولاً: اللہ تعالیٰ نے اس آیہ مجیدہ میں امامت کو "عہدی" کے لفظ سے تعبیر کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ منصب امامت خدا کی طرف سے امام معصوم کر عطا ہوتا ہے جو خود خدا کا عہد ہے اور اس منصب امامت ہر کسی کو تعیین اور فائز کرنا یا نصب کرنا (لوگوں کیلئے) بھی خدا کے حکم اور دستور سے ہوگا جیسا کہ او پر کی آیت نص ہے۔

اور اس منصب پر کسی کو انتخاب کرنا یا نامزد کرنا کسی عام انسان بشر کے اختیار میں نہیں۔ نہ ہی کسی خلیفہ کو اپنے بعد کسی کو اس منصب پر انتخاب کرنے کا حق ہے اور نہ ہی شوری اور بیعت وغیرہ کے ذریعے کسی کو معین کر سکتا ہے اگر ایسا ممکن ہوتا تو یہ عہد امام و خلیفہ یا عہد الناس (لوگوں کا عہد) ہوتا اور خود ہی آپس میں کسی کی بیعت کرتے اور امام منتخب کرتے جبکہ قرآن نے واضح طور پر امامت کے لیے ارشاد فرمایا: (عہدی) یعنی اپنی طرف نسبت دی ۹ نہ کہ (عہد الناس) لوگوں کا عہد۔

ثانیاً: دوسری بات اس آیہ شریفہ میں واضح طور پر منصب امامت کی کسی ظالم کو ملنے کی نفی کی گئی ہے (لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ) یہ عہدہ امامت ظالمین تک نہیں جائے گا۔

چونکہ ظالم اس منصب کے اہل اور قابل نہیں پس یہ لوگوں میں سے کسی معصوم کا حق ہے اور اگر کوئی اپنی زندگی کے کسی بھی حصے میں یا کسی بھی لمحے معصوم نہ رہا ہو وہ اس منصب کا مستحق قرار نہیں پاسکتا۔ ہماری اس بات کی تائید احادیث شریفہ بھی کر رہی ہیں جیسا کہ: ابن مسعود نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں خدا کے اس ارشاد پر نقل کیا ہے: (من سجد لصنم من دونی لا أجعله إماماً أبداً، و لا يصلح أن يكون إماماً) جو کوئی میرے علاوہ کسی بت (صنم) کی پوجا کرے میں ہرگز اسے امام قرار نہیں دوں گا۔

تو اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا (وانتهت الدعوة إلى و إلى أخي علي، لم يسجد أحدنا لصنم قط) مجھ پر اور میرے بھائی علی پر حجت و دعوت الہی تمام ہو چکی ہے کیونکہ ہم میں سے کسی نے کبھی بھی کسی بت (صنم) کی پوجا نہیں کی ہے۔

شیخ محمدیعقوب کلینی رحمۃ اللہ علیہ نے اصول کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے جس میں امام علیہ السلام فرماتے ہیں: خداوند متعال نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منصب نبوت پر فائز کرنے سے پہلے منصب عبیدت کے لئے منتخب فرمایا اور رسالت سے پہلے منصب نبوت پر فائز فرمایا تھا اور مقام حُلت (خلیل) سے پہلے رسالت کے لئے منتخب فرمایا تھا اور منصب مقدس امامت سے پہلے منصب خلت پر فائز فرمایا تھا: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ تمام عہدے مل چکے تو پروردگار نے ارشاد فرمایا: (قالَ إِنِّي جاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِماماً) اے ابراہیم! میں تم کو لوگوں کے لیے امام بنا رہا ہوں۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس مقام کی عظمت کو آنکھوں سے دیکھا تو کہنے لگے! (قالَ وَ مِنْ ذُرِّيَّتِي) انہوں نے عرض کی کہ میری ذریت میں سے قرار پائیں گے؟ تو اس وقت اللہ نے جواب دیا: (قالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ) ارشاد ہوا کہ یہ (میرا) عہدہ امامت ظالمنیں تک نہیں جائے گا۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: کہ سفیہ (بے عقل انسان) متقی کا امام نہیں بن سکتا۔ نیز صاحب تفسیر عیاشی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی جناب صفوان جمال سے ایک روایت نقل کی ہے صفوان کہتا ہے کہ ہم مکہ معظمہ میں بیٹھے ہوئے تھے تو ہمارے درمیان اس آیت مجیدہ (وَإِذْ أَبْتَلَى) کے بارے میں بحث ہونے لگی (وَإِذْ أَبْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبِّهِ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ) اور اس وقت کو یاد کرو جب خدا نے چند کلمات کے ذریعے ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا اور انہوں نے پورا کر دیا۔

تو امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ کلمات یہ تھے محمد، علی اور آئمہ علیہ السلام کی نسل سے ہوں گے۔ جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے (ذُرِّيَّةٌ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَ اللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيِّمٌ) یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جانے والا ہے۔

یہ روایت تفسیر کر رہی ہے کہ ان کلمات سے مراد آئمہ طاہرین علیہم السلام ہیں اس بات پر دلیل یہ آئیہ مجیدہ ہے (وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ) (5) اور انہوں نے اس پیغام کو اپنی نسل میں ایک کلمہ باقیہ قرار دے دیا کہ شاید وہ لوگ خدا کی طرف پلٹ آئیں۔

پس اس آیت کا معنی یہ ہوا (وَ إِذْ أَبْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبِّهِ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ) یعنی (ہن امامتہ و امامۃ اسحاق و ذریته (فَأَتَمَّهُنَّ) حضرت ابراہیم کی امامت او رحضرت اسحاق اور ان کی اولاد (ذریت) کی امامت ہے جس کی تکمیل امامت پیغمبر اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی مرتضی، ارو اہلبیت طاہرین علیہم السلام پر ہوئی جو کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد اور ذریت میں سے تھے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی: (قالَ إِنِّي جاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِماماً) اللہ تعالیٰ نے دستور دیا کہ اے ابراہیم ہم تمہیں لوگوں کے امام قرار دے ریے ہیں۔

2- امام حکم خدا سے ہدایت کرتا ہے:
قارئین کرام!

قرآن نے امام کے لئے جو صفات بتائی ہیں ان میں سے دوسری صفت، صفت ہدایت ہے جو دستور اور حکم پروردگار سے انجام پاتا ہے جیسا کہ ارشاد پروردگار ہے: (وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدِوْنَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَ كَانُوا بِآيَاتِنَا يُوْقِنُونَ) (6) اور ہم نے ان میں سے کچھ لوگوں کو امام اور پیشووا قرار دیا ہے جو ہمارے امر سے لوگوں کی ہدایت کرتے ہیں اس لئے کہ انہوں نے صبر کیا ہے اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔

دوسری آیت میں اس طرح ارشاد باری تعالیٰ ہو رہا ہے: (وَ جَعَلْنَا هُمْ أَئِمَّةً يَهْدِوْنَ بِأَمْرِنَا وَ أَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ إِقَامَ الصَّلَاةِ وَ إِبْيَاتِ الزَّكَاةِ وَ كَانُوا لَنَا عَابِدِينَ) (7) اور ہم نے ان سب کو پیشووا قرار دیا جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف کا خیر کرنے اور زکوٰدا کرنے کی وحی کی اور یہ سب کے سب ہمارے عبادت گزار بندھے تھے۔

ان دونوں آیتوں میں "امام" کی ایک اہم زمہ داری (جو ہدایت کا فرضیہ ہے) کو بیان کیا کہ "امام" لوگوں کو حق کی ہدایت کرتے ہیں اور حق کی طرف ہدایت کرنا خداوند عالم کے حکم و دستور کے مطابق ہے اور یہ امر الہی ایک ملکوتی امر اور ثابت و واقع شدہ ہے جیسا کہ قرآنی آیت ہے (إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ، فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلْكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ) (8) اس کا امر صرف یہ ہے کہ کسی شے کے بارے میں یہ کہنے کا ارادہ کر لے کہ ہو جا اور وہ شے ہو جاتی ہے، پس پاک و بے نیاز ہے وہ خدا جس کے ہاتھوں میں پر شے کا اقتدار ہے اور تم سب اسی کی بارگاہ میں پلٹا کر لے جائے جاؤ گے۔

نتیجہ

پس امامت و حقیقت میں ولایت ہے جو لوگوں کے اعمال پر واقع ہوتی ہے اور ہدایت سے مراد حکم الہی سے لوگوں کو انسان کامل بنانا اور کمال کے درجے پر پہنچانا ہے اور کمال کی منزل تک پہنچانا مختلف طریقوں سے ہو سکتا ہے مثلاً تبلیغ سیدھے راستے کی ہدایت، وعظ و ارشاد اور موعظہ (اچھے اخلاق و گفتار) جو رسول، نبی، اور مؤمنین کی شان ہے اصل میں یہی حضرات لوگوں کو حکمت اور موعظہ کے ذریعے ہدایت کرتے ہیں مگر کبھی ان کی ہدایت سے لوگ ہدایت یافتہ ہو جاتے ہیں تو وہ کامیاب ہو جاتے ہیں اور اصل ہدف کو پاتے ہیں اور اگر کبھی لوگ ہدایت حاصل نہیں کرتے تو اپنی جہالت پر باقی رہتے ہیں اور گمراہ ہو جاتے ہیں۔

ارشاد پروردگار ہے (وَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسْانٍ قَوْمَهُ لَيْتَيْنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ) (9) اور ہم نے جس رسول کو بھی بھیجا اسی کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ لوگوں پر باتوں کو واضح کر سکے اس کے بعد خدا جس کو چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دے دیتا ہے وہ صاحب عزت بھی ہے اور صاحب حکمت بھی۔

دوسری آیت میں اس طرح ارشاد رب العزت ہو رہا ہے: (وَ يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ لَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ وَ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادِ) (10) وہ کافر کہتے ہیں کہ ان کے اوپر کوئی نشانی (بماری مطلوبہ) کیوں نہیں نازل ہوتی تو آپ کہہ دیجئے کہ میں صرف ڈرانے والا ہوں اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی اور رہبر ہے۔

سابقہ آیات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ منصب امامت اگر کسی کو ملتا ہے تو مفت اور بغیر کسی امتحان کے نہیں ملتا ہے بلکہ ان حضرات سے اللہ نے ہر حوالے سے امتحان لیا اور پھر آزمائش کے بعد جب انہوں نے (لما صبروا) صبر مطلق اور تحمل سے امور کو احسن طریقے سے انجام دیا اور درجہ یقین (وَ كَانُوا بِآيَاتِنَا يُوْقِنُونَ) کی منزل پر پہنچے (اور یہ کام کسی غیر معصوم سے ممکن نہیں تھا لہذا معصوم ہونا اور تمام گناہوں اور خطاؤں سے پاک و منزہ ہونا بھی لازمی تھا) اور تمام گناہوں اور خطاؤں سے پاک ہونے کا علم و یقین حاصل ہوا تو منصب امامت عطا فرمایا۔

اور یہاں پر اس بات کی بھی وضاحت ضروری ہے کہ آئمہ پر وحی کا نازل ہونا (وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ) ہم نے ان پر خیرات اور اچھے امور کی وحی نازل کی یہاں پر وحی سے مراد "وحی الہام" اہم وحی (important revelation) (تندید) لوٹانے یا (repay) ہے جبکہ "وحی تشريعی" (inspired legislation) (انسپائرڈ قانون سازی) مراد نہیں ہے چونکہ "وحی" جو انبیاء الہی اور رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہے جن پر نبوت ختم ہوئی اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

اور یہ اس قسم کی "وحی" آئمہ طاہرین علیہم السلام پر خدا کی طرف سے ان کے فعل کی وجہ سے ان کے احترام میں صادر ہوئی ہے جو ان کی حقانیت و سچاہونے کی دلیل کے ساتھ ساتھ ان کی عصمت اور راہ حق سے متمسک ہونے اور راہ باطل سے دوری کی بھی دلیل ہے۔

3- ہر زمانے میں وجود امام

دستور و قانون الہی کے مطابق کائنات اور روئے زمین پر کسی حجت الہی کا ہونا ضروری ہے چونکہ زمین حجت خدا اور معصوم سے خالی نہیں رہ سکتی۔ اور ہر قوم کے لئے رینماو ہادی (ولکل قوم ہاد) ہر زمانے میں امام معصوم ہادی برق کا وجود ضروری ہے چونکہ ہدایت وحی الہی اور نبوت کا سلسلہ ہمارے آخری نبی ختم الرسل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ختم ہو چکا تو ضروری ہے کہ یہ سلسلہ ہدایت و رہبری جاری وساری رہے اور یہ کسی امام معصوم کے بغیر ممکن نہیں۔

فلسفہ ہدایت

ارشاد پروردگار کے مطابق: (يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أَنْاسٍ بِإِيمَانِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَئِكَ يَقْرُؤُنَ كِتَابَهُمْ وَ لَا يُظْلَمُونَ فَتَيْلًا) (11) یامت کا دن وہ ہوگا جب ہم ہرگز روہ انسانی کو اس کے پیشووا کے ساتھ بلائیں گے اور اس کے بعد جن کا نامئہ اعمال ان کے داہنے پاٹھ میں دیا جائے گا وہ اپنے صحیفہ کو پڑھیں گے اور ان پر ریشه برابر ظلم نہیں ہوگا۔

یعنی اس دنیا میں دو گروہ زندگی کرتے ہیں ایک حق دوسرا باطل، قیامت کے دن مؤمنین کو اپنے امام حق جنہوں نے انہیں حق اور صراط مستقیم کی ہدایت کی تھی ان کو اپنے امام کے ساتھ جنت میں داخل کیا جائے گا اور امام باطل اور آئمہ کفر کو ان کی باطل اور غلط رینمائی پر ان کے پیروکاروں کے ساتھ جہنم کی آگ میں ڈالا جائے گا۔

قارئین کرام!

اس ایہ مجیدہ میں (بامامہم) کالفظ ہے اور اس کے ساتھ لفظ (ب) کا استعمال ہوا یہ اس کا معنی ساتھ (مصاحبہ) کے ہے تو اس آیت میں شاید تابع اور متبوع کا ملازمہ مراد ہو یعنی تابع کا متبوع، جس کی اتباع اور پیروی کرے گا اسی کے ساتھ محسور کیا جائے گا۔

جیسا کہ جلال الدین نے کتاب درالمنتور میں امام علی علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہے: **وَفِي الدِّرِ المُنْتُورِ عَنْ عَلِيٍّ (عَلِيهِمُ السَّلَامُ) أَنَّهُ قَالَ: (قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ): (يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أَنْاسٍ بِإِيمَانِهِمْ)** قال: یدعی کلّ قوم بِإِيمَانِ زمانِہم وَكتابَ ربِّہم وَسُنَّةَ نَبِيِّہم) قیامت کے دن ہر انسان کو ان کے امام کے ساتھ محسور کیا جائے گا آپ علیہ السلام نے فرمایا: قیامت کے دن ہر انسان کو ان کے اپنے زمانے کے امام پروردگار کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کے ساتھ محسور کیا جائے گا۔

صاحب کتاب تفسیر البرہان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا: **وَفِي تَفْسِيرِ البرهانِ عَنِ الْإِمَامِ الصَّادِقِ (عَلِيهِمُ السَّلَامُ) أَنَّهُ قَالَ: (أَلَا تَحْمِدُونَ اللَّهَ؟ أَنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ**

يدعى كُلّ قومٍ إِلَى مِن يَتَوَلُّنَهُ ، وَفَرَزْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ(صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) وَفَرَزْنَتُمْ أَنْتُمْ إِلَيْنَا). اَهُ لَوْكُو!کیا تم اللہ کی حمد و تعریف نہی کرتے ہو؟ قیامت کا دن ہوگا جب ہرگز روہ انسانی کو اس کے پیشوا (امام) کے ساتھ بلائیں گے جن کی وہ اتباع اور پیروی کرتا تھا۔

جبکہ تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک اور روایت نقل ہے جس میں آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: (لا یترک الأرض بغير إمام يحل حلال الله ويحرّم حرامه ، وهو قول الله : (يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أَنَاسٍ بِإِمَامٍ هُمْ)) ثم قال : قال رسول الله (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) : من مات بغير إمام مات ميتة جاهلية) اللہ تعالیٰ روئے زمین کو " امام " سے خالی نہیں رکھ سکتا جو احکام حلال کو حلال، احکام حرام کو حرام بیان کریں اس آیت کی طرف اشارہ ہے: (يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أَنَاسٍ بِإِمَامٍ هُمْ) ہر انسان کو قیامت کے دن ان کے امام کے ساتھ اٹھایا جائے گا پھر فرمایا: رسول اکرم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے انہوں نے فرمایا : (من مات بغير إمام مات ميتة جاهلية) جو کوئی بغير امام کے مرجائے تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

نتیجہ

پس ہدایت کرنے والے آئمہ ہدی کبھی انبیاء ہوتے ہیں جیسے نبی ابراہیم علیہ السلام اور نبی محمد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جو کہ انبیاء و مرسیین اور آئمہ کے سردار ہیں اور کبھی غیر انبیاء یعنی انبیاء کے اوصیاء ہوتے ہیں جیسے امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور آئمہ طاہرین علیہم السلام جو ان کے صلب اور پاک نسل سے ہیں۔ قارئین کرام!

کچھ صفات امام جو قرآن نے بیان کی تھی ہم نے آپ تک پہنچانے کی ایک ادنی سعی و کوشش کی ہے لیکن "امام" کی ان صفات سے ہٹ کر بھی بہت ساری صفات بیان ہوئی ہیں ان سب کے اس چھوٹے مقالے میں بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

والحمد لله رب العالمين، والصلوة والسلام على محمد وآلہ الطاھرین۔

1. شوری،..

2. یونس،..

3. قصص،..

4. بقرہ،..

5. زخرف،..

6. سجده،..

7. الانبیاء،..

8. یسین،..

9. ابراہیم،..

10. رعد،..

11. اسراء،..

